لک الحمد والمنۃ یا اللہ والصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

مخدوم جہاں کی فقہی بصیرت

ملفوظات و مکتوبات کی روشنی میں

تالیف

مفتی مطیع الرحمن مضطر رضوی

ترتیب وپیش کش

مولانا ناصر منیری جامعہ منیریہ، دہلی

ناشر

منیری پبلی کیشن، دہلی

Cell: +91-9654812767, Email: nasirmaneri92@gmail.com

نام کتاب : **مخدوم جہاں کی فقہی بصیرت**

ملفوظات و مکتوبات کی روشنی میں

مصنف : **مفتی مطیع الرحمان رضوی**

ترتیب و پیش کش : مولانا ناصر منیری

جامعہ منیریہ دہلی

پروف ریڈنگ : منیری

کمپوزنگ : منیری کمپیوٹر سینٹر، تغلق آباد، نئی دہلی

اشاعت : شوال المکرم 1434ھ

صفحات : 20

ناشر : **منیری پبلی کیشن** تغلق آباد (نئی دہلی)

Book : Makhdoom E Jahan Ki Fiqhi Baseerat

Author : Mufti MuteeurRahman Razvi

Producer : Maulana Nasir Maneri

Founder,Chairman: Maneri Foundation

Founder, President: Jamia Maneria

Publisher: Maneri Publication New Delhi

Cell: +91-9654812767,

Email: nasirmaneri92@gmail.com

مخدوم جہاں کی فقہی بصیرت

ملفوظات و مکتوبات کی روشنی میں

لغت میں ''فقہ'' کے معنی سمجھنے کے ہیں- چنانچہ قرآن کریم میں جہاں کہیں اس مادہ سے مشتق کسی لفظ کا استعمال ہوا ہے، وہاں اسی معنی میں ہوا ہے-

(۱) وَلٰکِن لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ.
ہاں! تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے- (بنی اسرائیل: ۴۴)

(۲) قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ.
بولے: اے شعیب! ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں- (ھود: ۹۱)

(۳) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ.
اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں-
(طٰہٰ: ۲۸)

(۴) فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا.
تو ان لوگوں کو کیا ہوا؟ کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے-
(النساء: ۷۸)

(۵) اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ.
دیکھو! ہم کیوں کر طرح طرح سے آیتیں بیان کرتے ہیں کہ ان کو سمجھ ہو- (انعام: ۶۵)

(۶) قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ:
بیشک ہم نے مفصل آیتیں بیان کر دیں سمجھ والے کے لیے-
(انعام: ۹۸)

(۷) لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا:
وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں- (الاعراف: ۱۷۹)

(۸) يَغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ:
کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے-
(انفال: ۶۵)

(۹) قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ:
تم فرماؤ: جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے، کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی- (توبہ: ۸۱)

(۱۰) وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ:
اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی تو وہ کچھ نہیں سمجھتے- (توبہ: ۸۱)

(۱۱) صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ:
اللہ نے ان کے دل پلٹ دیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں- (توبہ: ۱۲۷)

(۱۲) وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا:
ان سے ادھر کچھ ایسے لوگ پائے کہ کوئی بات سمجھتے معلوم نہ ہوتے تھے- (کہف: ۹۳)

(۱۳) فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا:
تو اب کہیں گے: بلکہ تم ہم سے جلتے ہو! بلکہ وہ بات نہ سمجھتے تھے- (فتح: ۱۵)

(۱۴) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ:
اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں- (حشر: ۱۳)

(۱۵) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ

لَا یَفْقَھُوْنَ:

یہ اس لیے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے -(منافقون:۳)

(۱۶) وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَفْقَھُوْنَ:

مگر منافقوں کو سمجھ نہیں-(منافقون:۷)

(۱۷-۱۸) وَ جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یفقھوہ:

اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کردیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں-

(انعام:۲۵؛اسراء:۴۶؛کہف:۵۷)

(۲۰) فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ.

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں-(توبہ:۱۲۲)

متقدمین علمائے اسلام نے اپنی اصطلاح خاص میں اس لفظ کو معرفۃ النفس ما لھا وماعلیھا (نفع بخش اور ضرر رساں چیزوں کی معرفت) کے لیے استعمال کیا ہے، جس کی بنیاد پر علم کلام ہی کی طرح تصوف بھی فقہ ہی کا حصہ تھا- متاخرین نے جب علم کی تقسیم کی اور زرا زرا سے فرق سے الگ الگ نام رکھے تو علم کلام ہی کی طرح علم تصوف بھی فقہ سے الگ ہوگیا؛ اور اب یہ علم الحلال والحرام کے ساتھ خاص ہوا- فقہ کا اطلاق صرف اس علم پر ہونے لگا جس کے ذریعے مکلّفین کے اعمال ظاہری کا فرض، واجب، سنت موکدہ، غیر موکدہ، مستحب، مباح، خلاف اولیٰ، مکروہِ تنزیہی، اسائت، مکروہ تحریمی اور حرام ہونا معلوم ہوسکے- تصوّف ایسے اعمال باطنی سے متعلق رہا جو ظاہری اعمال کا نتیجہ ہوں اور ظاہری اعمال ان کا غماز، گویا قیام و قرأت، رکوع وسجود اور قعود وخروج کا عامل، عاملِ فقہ ہے اور اس کے ساتھ حضور قلب بھی ہو تو عاملِ تصوف- صلّوا کما رأیتمونی اصلّی (تم لوگ نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو) کی تعمیل فقہ ہے اور اعبدِاللہ کانک تراہ (اللہ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو) کی تکمیل تصوّف- مکتوبات صدی میں ہے:

شریعت (فقہ) میں توحید، طہارت، نماز، روزہ، حج، جہاد، زکوٰۃ اور دوسرے احکام شرائع ومعاملات ضروری کا بیان ہے- طریقت (تصوف) کہتی ہے کہ ان معاملات کی حقیقت دریافت کرو، ان مشروعات کی تہ تک پہنچو، اعمال کو قلبی صفائی سے آراستہ کرو، اخلاق کو نفسانی کدورتوں سے پاک کرو: جیسے ریاکاری ہے، ہوائے نفسانی ہے، ظلم وجفا ہے، شرک وکفر ہے وغیرہ وغیرہ — اچھا! اس طرح نہ سمجھے ہو تو یوں سمجھو کہ ظاہری طہارت، ظاہری تہذیب سے جس امر کو تعلق ہے، وہ شریعت (فقہ) ہے- تزکیۂ باطن وتصفیۂ قلب سے جس کو لگاؤ ہو، وہ طریقت (تصوف) ہے- کپڑے دھوکر ایسا پاک بنالینا کہ اس کو پہن کر نماز پڑھ سکیں یہ فعل شریعت (فقہ) ہے اور دل کو کدورت بشری سے پاک رکھنا یہ فعل طریقت (تصوف) ہے- ہر نماز کے لیے وضو کرنے کو شریعت (فقہ) کا ایک کام سمجھو اور ہمیشہ باوضو رہنے کو طریقت (تصوف) کا دستور العمل تصور کرو- نماز میں قبلہ رو کھڑا ہونا شریعت (فقہ) ہے اور دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہوجانا طریقت (تصوف) ہے- حواس ظاہری سے جن معاملات دینی کا تعلق ہے اس کی رعایت ملحوظ رکھنا شریعت (فقہ) ہے اور جن معاملات دینی کو قلب وروح سے تعلق ہے اس کی رعایت کرنا طریقت (تصوف) ہے-

(مکتوب ۲۵:ص:۱۲۵)

اس اعتبار سے فقہ ایوان تصوف کا زینہ یا کتاب معرفت کا اب ت ث قرار پایا، جس کے بغیر تصوف ومعرفت تک رسائی ممکن ہی نہیں- مکتوبات صدی ہی میں ہے:

جو شخص طریقت (تصوف) کی راہ کا طلب گار ہو اس کے پاس شریعت (فقہ) کی پونجی ہونا ضرور چاہیے تا کہ قصبۂ شریعت (فقہ) سے شہر طریقت (تصوف) میں پہنچے- طریقت میں جہاں قدم درست ہوا مُلک حقیقت میں پہنچ جانا آسان ہے- جس نے علم شریعت (فقہ) ہی کو نہیں سمجھا ہے وہ طریقت (تصوف) کو کیا پہچانے گا؟ اور جب طریقت ہی سے شناسائی نہیں ہے تو حقیقت تک کیوں کر رسائی ہوسکتی ہے؟ اس لیے بے علم ومعرفت اور ناواقف شریعت (فقہ) کو اس راہ پر چلنے کی اجازت نہیں- اگر اپنی خودرائی سے کوئی ایسا کرے گا تو

بھٹک کررہ جائے گا اور اسی چکّر میں اس کی جان بھی چلی جائے گی- بالکل ناممکن ہے کہ وہ منزل مقصود تک پہنچ سکے-

(مکتوب ۲۳:ص ۱۷۶)

یہ خیال ہی خیال ہے کہ بغیر شریعت (فقہ) پر چلے ہوئے طریقت (تصوف) کا راستہ تم پر کھول دیا جائے گا- بغیر شریعت (فقہ) کے طریقت (تصوف) کام آنے والی نہیں اور بغیر طریقت حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی- (مکتوب:۵۶،ص:۳۶۵)

جب تک کوئی شریعت (فقہ) میں محقق نہ ہوگا طریقت (تصوف) سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا-

(مکتوب:۳۹،ص:۳۸۴)

تصوف تو بہت دور کی چیز ہے، فقہ کے بغیر عام اسلامی زندگی کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا- سچ پوچھئے تو ایک مسلمان کو بحیثیت مسلمان کسی بھی حال میں فقہ کے بغیر چارہ نہیں۔ جب ایک عام مسلمان کو اس کے بغیر چارہ نہیں تو اہل معرفت صوفیائے کرام جو خواص ہیں، وہ اس کے بغیر کیسے اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں؟ اس لیے اُن کا ارشاد ہے: من تصوّف و لم تفقّه فقد زندق (جو فقہ کے بغیر تصوف میں لگے گا زندیق ہوجائے گا) خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے: المتعبّد من غیر فقه کالحمار فی الطاحون (فقہ کے بغیر عبادت کی کلفت اُٹھانے والا چکّی کے گدھے کی طرح ہے-) دوسری حدیث میں ارشاد ہے: فقیه و احد اشد علیٰ الشیطان من الف عابد (شیطان کے لیے ہزار عبادت گذاروں کی بہ نسبت ایک فقیہ زیادہ گراں ہے-)

حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے سرخیل صوفیہ میں تھے، جن سے ایک جہاں نے فیض پایا ہے اور سیکڑوں صوفیہ نے استفادہ کیا ہے- حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ جیسی بزرگ ہستی نے ان کے مزار پر چلہ کشی کی ہے اور مستفید ہوئے ہیں، بھلا آپ اس سے کیسے کنارہ کش رہ سکتے تھے؟ اس لیے آپ نے تصوف سے پہلے فقہ کی تحصیل میں عمر کا ایک بڑا حصہ (۲۲ سال) صرف کیا، اور ابوتوامہ جیسے فاضل روزگار و فقیہ وقت سے اس کی تحصیل کی- اس کے بعد تصوف کے میدان میں قدم رکھا اور بیشتر معاصرین پر سبقت لے گئے- آپ نے اپنے مریدین و مسترشدین کے لیے جو ملفوظات ارشاد فرمائے اور مکتوبات لکھے اُن میں جا بجا فقہ پر عمل پیرا ہونے کی سخت تاکید، مسائل کے استخراج و استنباط اور افتا کے اصول و قواعد کی جھلکیاں، نیز مفتیٰ بہ مسائل کا بیان ملتا ہے، جن سے آپ کے نزدیک فقہ پر عمل کی اہمیت، مسائل فقہ پر آپ کا عبور نیز آپ کی فقہی بصیرت اور ایک گونہ مجتہدانہ شان نمایاں ہوتی ہے-

فقہ پر عمل کی اہمیت:

حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مسلمانوں کو عموماً اور اپنے منتسبین و معتقدین کو خصوصاً ہر ہر قدم پہ فقہ پر عمل پیرا ہونے کی جو تاکید فرمائی ہے اور اس کی اہمیت سے انہیں آگاہ کیا ہے، وہ ان کے مکتوبات و ملفوظات کے ورق ورق سے عیاں ہے- یہاں ہم قاضی شمس الدین کے نام لکھے ہوئے مکتوبات سے کچھ تلخیص پیش کر رہے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم جہاں کے نزدیک فقہ پر عمل پیرا ہونا کتنا ضروری ہے اور اس کی کیا اہمیت ہے؟ حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب کے اندر نماز سے متعلق فرض، واجب اور سنت ہی کا التزام نہیں، مستحبات تک کی رعایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

معلوم ہونا چاہیے کہ جب ایمان کامل ہوگیا اور توبہ درست ہوگئی تو مرید کو چاہیے کہ:

(۱) ہمیشہ باوضو رہے ہرگز ہرگز ایک ساعت بے وضو نہ رہے-

(۲) ہر وضو کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو ضرور ادا کرے، اس کو فوت نہ ہونے دے-

(۳) پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرے، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے-

(۴) نماز فرض مسجد میں ادا کی جائے اور نماز نفل گھر میں-

(۵) رات رہتے صبح کے قبل بیدار ہو، اور بعد وضو شکرانۂ وضو کی نماز پڑھ کر سو بار کہے: استغفر اللہ من الذنوب کلها صغیرها و کبیرها سرها و جهرها. اللّٰهم اغفرلی برحمتک. (میں خدا سے اپنے چھوٹے بڑے ظاہر اور چھپے تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، اے اللہ! مجھے اپنی رحمت سے بخش دے)

(۶) جب صبح صادق ظاہر ہو، دو رکعت نماز سنت فجر ادا کرے-

سنت کے بعد یہ دعا پڑھے :اللّٰهم انی اسئلک رحمة من عندک تهدی بها قلبی (اے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا طلبگار ہوں، جو میرے دل کو تیری راہ پر چلاتا رہے) اور ستر بار کہے:استغفر اللّٰہ الذی لا اله الا هو الحی القیوم اللّٰهم انی اسئلک التوبة. (میں اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرتا ہوں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی حی و قیوم ہے، اے اللہ! میں تجھ سے توبہ کی توفیق چاہتا ہوں)

(۷) اس کے بعد نماز فجر بحضور قلب اور باجماعت ادا کرے۔

(۸) جب آفتاب نکل کر تھوڑا بلند ہو جائے، دو رکعت نماز اشراق پڑھا کرے، کم سے کم اشراق کا یہ درجہ ہے۔

(۹) جب آفتاب بہت زیادہ بلند ہو جائے، دو رکعت نماز چاشت ادا کرے۔

(۱۰) جب نماز ظہر کا وقت آجائے تو طہارت کرے، پہلے چار رکعت سنت پڑھے، اس کے بعد فرض ادا کرے، پھر دو رکعت سنت پڑھے۔

(۱۱) جب عصر کا وقت آجائے تو مزید چار رکعت سنت ادا کرے، بعد اس کے چار رکعت فرض پڑھے۔

(۱۲) پھر نماز مغرب کی تیاری کرے، پہلے تین رکعت فرض، اس کے بعد دو رکعت سنت پڑھے۔

(۱۳) اس کے بعد بیس رکعت صلوۃ اوابین ادا کرے، اگر ممکن ہو تو بیسوں رکعت پڑھا کرے ورنہ جس قدر ہو سکے مقرر کرے۔

(۱۴) جب عشا کی نماز کا وقت آئے، چار رکعت سنت، پھر چار رکعت فرض ادا کرے اور دو رکعت سنت پڑھے۔ وتر کو آخر شب کے لیے اٹھا رکھے، اگر اٹھ جانے پر قادر ہو اور جاگنے کا اعتماد ہو اور سمجھتا ہو کہ نیند ضرور ٹوٹ جائے گی اور اگر خوف سوتے رہ جانے کا ہو تو عشا کے ساتھ ساتھ وتر پڑھ لے۔

(مکتوبات صدی مترجم:مکتوب:۲۸)

انہی قاضی شمس الدین کے نام ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں:

مرید کے مرتبوں میں پہلا مرتبہ شریعت (فقہ) کا راستہ ہے، جب مرید شریعت (فقہ) کے احکام کی شرطوں پر قائم رہ کر چلتا رہا اور شریعت (فقہ) کے حدود کی پوری حفاظت کی، پھر ہر طرح اس کا حق بھی ادا کیا تو اب چاہیے کہ وہ اپنی ہمت کو بلند رکھے تاکہ شریعت (فقہ) کا حق ادا کرنے کی برکت سے اور عالی ہمتی کے طفیل طریقت (تصوف) اپنا جلوہ دکھائے۔ یہ خیال ہی خیال ہے کہ بغیر شریعت (فقہ) پر چلے ہوئے طریقت (تصوف) کا راستہ کھول دیا جائے گا۔ بغیر شریعت (فقہ) کے طریقت (تصوف) کام آنے والی نہیں ہے۔

(مکتوبات صدی:مکتوب:۵۶)

حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خاص اسلوب یہ ہے کہ آپ حتی الامکان امر و حکم کے پیرایہ سے گریز کرتے ہوئے ترغیب و تحریص کا انداز اپناتے ہیں، اس لیے عام طور پر قرآن و حدیث کے پہلو بہ پہلو بزرگان دین کے حالات و واقعات بھی بکثرت بیان فرماتے ہیں۔ قاضی شمس الدین کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

اگر بزرگوں کے معاملات پر غور کرو تو سمجھو کہ شریعت کے ساتھ ان کے کیا آداب رہے ہیں؟ مرتے دم بھی آداب شریعت سے منہ نہیں موڑتے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت اخیر ہوا، ضعف کا عالم طاری تھا، حسب حکم ایک صاحب وضو کرانے میں مشغول ہوئے۔ عجب اتفاق کہ وہ صاحب ریش مبارک میں خلال کرانا بھول گئے، آپ نے خود سے ان کا ہاتھ پکڑا اور اس سُنّت کو پورا کیا۔

حاضرین نے عرض کی: اے میرے دین کے سردار! ایسے نازک وقت میں اس قدر تکلیف کی حاجت نہیں۔ آپ نے کہا: سچ ہے، مگر یہ بھی تو دیکھو کہ اللہ کس کی بدولت ملا؟ اسی شریعت (فقہ) ورزی نے وہاں تک پہنچایا، جو اہل کمال ہوتے ہیں ان کی یہی روش رہی ہے۔ (مکتوبات صدی:مکتوب:۱۷)

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

تم اپنا عقیدہ ان بزرگانِ دین کی طرف سے بہت پاک وصاف رکھو اور دل میں سمجھو کہ یہ حضرات کبھی خلاف شریعت (فقہ)

کوئی کام نہیں کرتے- جو شخص آداب شریعت (فقہ) سے ایک ادب بھی ترک کرنا پسند نہ کرے، وہ فرض و واجب کیوں کر ترک کرے گا؟ سیکڑوں حکایتیں آداب شریعت (فقہ) میں ان بزرگان دین کی اس قدر مشہور و معروف ہیں کہ زیادہ بیان کی ضرورت نہیں- ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ: ہم خدا سے عمر ابدی چاہتے ہیں تاکہ تمام خلق بہشت کے ناز و نعمت میں مشغول رہے اور ہم دنیا کے بلاؤں میں گرفتار رہ کر آداب شریعت (فقہ) میں ثابت قدمی کی منزلیں طے کرتے رہیں- سچ ہے: شریعت (فقہ) کی قدر جو یہ بزرگان دین جانتے ہیں، کوئی کیا جانے گا؟ اور آداب شریعت (فقہ) کا جو ان کو خیال ہے، کیا کسی کو خیال ہوگا؟ اللہ اکبر! اتنی بڑی دولت آخر کس کے طفیل ان کو ملی ہے؟ اسی پاک شریعت (فقہ) کے طفیل میں- (مکتوبات صدی: مکتوب: ۲۶)

بعض مدعیان تصوف جو شیطان کے بہکاوے میں آکر فقہ پر عمل پیرا ہونے کو ضروری نہیں سمجھتے اور اس سے اعراض کرتے ہیں، ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

افسوس کے قابل ان لوگوں کی حالت ہے جو شریعت (فقہ) کی راہ کی پرواہ نہیں کرتے اور اہل حقیقت (تصوف) بن بیٹھے ہیں- دعوی ان کا یہ ہے کہ جب حقیقت منکشف ہوگئی تو شریعت (فقہ) کی ضرورت کیا باقی رہی؟ نعوذ باللہ من ذلک! یہ مذہب ملحدانہ ہے- ایسے مذہب و اعتقاد پر خدا کی پھٹکار ہو- (مکتوبات صدی: ۲۶)

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں

جس شخص کو ایسا دیکھو کہ مدعی طریقت (تصوف) ہو کر شریعت (فقہ) کے موافق نہیں چلتا تو سمجھ لو کہ اس کو طریقت (تصوف) سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا ہے، اس لیے اسفل السافلین میں جا گرا ہے کہ اوپر آنا اس کا دشوار ہے- یہ مذہب تو ملحدوں کا ہے کہ طریقت (تصوف) کا قیام بغیر شریعت (فقہ) کے وہ جائز رکھتے ہیں- کہتے ہیں کہ جب حقیقت منکشف ہوتی ہے تو شریعت (فقہ) کی پابندی باقی نہیں رہتی ہے- ایسے اعتقاد پر خدا کی پھٹکار- (مکتوبات صدی: مترجم مکتوب ۲۸)

اصول استنباط اور قواعد افتا:

حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات و مکتوبات میں استنباط مسائل کے جو اصول اور افتا کے قواعد مذکور ہوئے ہیں، وہ آپ کے علم فقہ میں راسخ ہونے کا واضح پتہ دے رہے ہیں- یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ فقہ کا پہلا مصدر و ماخذ کلام الٰہی (قرآن) ہے، اس لیے فقیہ کے لیے لازم ہے کہ سب سے پہلے وہ قرآن کریم میں مسئلہ کی جستجو کرے- وہاں دستیاب ہوجائے تو کہیں اور خاک چھاننے کی ضرورت نہیں، مگر قرآن کریم اپنے اعجاز و ایجاز بیانی کی وجہ سے جہاں آیات محکمات رکھے ہوئے ہے وہیں متشابہات بھی- جہاں اس کے سر بالا پر مفسرات کا زریں تاج ہے وہیں اس میں مشکلات کی بخیہ گری بھی ہے- جہاں اس کے رخ روشن سے ظواہر کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں وہیں اس کے کاکل مشکیں سے خفیات کا ملگجا بھی معلوم پڑتا ہے، جہاں اس کے قد موزوں پر خاص وعام کی حسین قبا ہے وہیں اس میں مشترک ومأوّل کا استر بھی لگا ہے، اسی لیے بغیر واسطۂ رسالت محض لغت و عقل کے سہارے اس کے گوہر مراد تک رسائی کی کوشش بھی گمرہی کے سوا کچھ نہیں- خود قرآن کا اعلان ہے: یضل به کثیرا- قرآن پڑھ کر بہت سے لوگ گمراہ بھی ہوجاتے ہیں- اسی وجہ سے فقہ کا دوسرا ماخذ حدیث رسول ہے- قرآن کا ارشاد ہے: مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو- حشر: ۷) مگر حدیث کی روایت کرنے والے خواہ عدالت کے پیکر صحابہ ہی کیوں نہ ہوں، بہر حال انسان ہی ہیں، ان سے بھی کسی لفظ کا معنی کچھ سے کچھ سمجھ جانا، یا سہو و نسیان ہوجانا ناممکن نہیں، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کردہ ایک حدیث کے تعلق سے فرمایا ہے: لاندع کتاب ربنا وسنة نبينا بقول امرأة لاندری اصدقت ام کذبت احفظت ام نسیت. (ہم ایک عورت کے کہنے پر اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنت کو چھوڑ نہیں دیں گے- پتہ نہیں کہ اس کی یہ بات کہاں تک صحیح ہے- اسے صحیح صحیح یاد بھی ہے یا بھول گئی ہے- نور الانوار، ص: ۱۸۵) اس لیے امام بخاری کے استاذ الاساتذہ امام ابن عیینہ جیسے

محدث جلیل کو کہنا پڑا: الاحادیث مضلة الا للفقہا (غیر فقیہ حدیث سے استدلال کرے تو گمراہ ہوجائے۔)

حضرت مخدوم جہاں فرماتے ہیں کہ:

علم احادیث مشکل علمے است، جملہ اقسام کتاب دراں موجود است۔ تا آں جملہ نداند، معنی یک حدیث نتواند گفت۔ معنی حدیث کسے تواند گفت کہ برمعانی کتاب حاوی باشد۔ اگر حدیثے اوراپیش آید، آں را بکتاب مقابلہ کند۔ اگر با کتاب برابر یابد قبول کند و اگر مخالف یابد رد کند۔ پس کسے کہ معنی کتاب نداند، مقابلہ بچہ کند؟ (احادیث کا علم بہت ہی مشکل علم ہے، قرآن کے سارے اقسام اس میں موجود ہیں۔ جب تک ان سب کو نہ جانے کوئی صحیح معنی میں ایک حدیث کی مراد نہیں بتا سکتا۔ حدیث کا معنی وہی بتاسکتا ہے جو قرآن کے علوم پر حاوی ہو۔ جب حدیث سامنے آئے تو ضروری ہے کہ اسے کتاب اللہ پر پیش کرے۔ اس کے مطابق ہو تو قبول کرے ورنہ چھوڑ دے۔ جو شخص کتاب اللہ کے معنی نہ جانے گا وہ کس پر پیش کرے گا؟ (خوان پر نعمت، ص: ۱۶)

اسی طرح جب آیات یا احادیث بظاہر ایک دوسرے کی مخالف ومعارض ہوں، یا بداہت عقل، یا مسلمہ عقیدہ کے خلاف نظر آتی ہوں تو فقیہ کی پہلی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ان میں تطبیق وتوفیق دے اور ہر ایک کا اپنا اپنا محمل بتائے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ: من زنی بامرأة ثم نکحها فهما زانیان ابداً۔ (جو کسی عورت سے زنا کر کے اس سے نکاح کرلے تو زن وشوہر ہمیشہ زنا کار ہی رہیں گے) یہ بات بظاہر عقل وشرع دونوں کے خلاف معلوم ہوتی ہے، مگر حضرت مخدوم جہاں نے اس کی جو خوبصورت تاویل فرمائی ہے، ملاحظہ کیجیے:

بندگی مخدوم عظمه الله فرمود کہ فعل زنا کہ از ایشاں قبل نکاح در وجود آمدہ است، آں حرام است۔ بعد از نکاح آں فعل زنا حلال نمی شود۔ چوں آں فعل زنا بعد نکاح برنمی خیزد، پس ایشاں موصوف باشند بصفت زنا ابداً۔ اما اگر توبہ کند بہ توبہ رفع اثمی شود، نہ رفع آں عین فعل زنا؟ تا اگر نزدیک قاضی زنائے ایشاں معلوم شود بزنند اگرچہ ایشاں توبہ کردہ اند۔ (حدیث کا معنی یہ ہے کہ نکاح کے بعد بھی قاضی کے یہاں ان کا وہ زنا شرعی طور پر ثابت ہوجائے تو وہ حد جاری کریں گے، کیوں کہ زنا کا ارتکاب جو آج کے ان زن وشوہر نے نکاح سے پہلے کیا ہے وہ حرام تھا تو نکاح کر لینے کے بعد وہ فعل حرام، حلال نہیں ہوگیا، بلکہ حرام ہی رہا اور وہ لوگ نکاح کے بعد بھی اُس فعل زنا کی وجہ سے زنا کار ہی رہے۔ توبہ کرلے تو توبہ کی وجہ سے گناہ معاف ہوجائے گا، یہ نہیں کہ فعل زنا فعل زنا نہیں رہے گا۔)

(خوان پر نعمت، ص: ۲۷-۲۸)

حدیث میں ہے کہ: تنزل البرکة فی وسط الطعام فکلوا من حافیه ولا تأکلوا من وسطه۔ (کھانے کے بیچ میں برکت اُترتی ہے، اس لیے بیچ سے نہ کھاؤ، سائڈ سے کھایا کرو۔) بظاہر اس کے برخلاف حضرت ابن عباس کا یہ فرمان ہے کہ: انا أکل وسط الطعام وقال أکل البرکة ولا ادعها۔ (میں بیچ ہی سے کھالیتا ہوں، میں برکت کو کھا لیتا ہوں اسے چھوڑ نہیں دیتا۔) حدیث رسول معلوم ہوتے ہوئے بھی حضرت ابن عباس جیسے صحابی رسول کا عمل ہی اس کے خلاف نہیں بلکہ جرأت ودلیری بھی کیا متصور ہونے کی چیز ہے؟ مگر حضرت مخدوم جہاں نے کس طرح تطبیق وتوفیق دے کر اسے دیدنی بنادیا ہے، دیکھئے: فرماتے ہیں:

آں جائے فرمودہ باشد کہ از ہر دو کنارہ اول خوردہ باشد بعدہ وسط ہم۔ (حضرت ابن عباس نے یہ اس موقع پر فرمایا ہوگا جب سائڈ سے کھانا کھالیا ہوگا۔) (مخ المعانی ۱۲)

قواعد افتا:

جس طرح فقیہ کی ذمہ داری ہے کہ احادیث میں بظاہر تخالف وتعارض ہو تو وہ ہر ایک کا جداگانہ محمل تلاش کر کے ان کے درمیان تطبیق وتوفیق دے، اسی طرح کوئی مسئلہ قرآن وحدیث میں مصرح یا اجماعی نہ ہو، ائمۂ مجتہدین نے اپنے اپنے اجتہاد کی روشنی میں الگ الگ حکم بتایا ہو تو ایک مفتی کے لیے ضروری ہے کہ وہ فتوی دینے میں صرف اپنے مذہب کی فقہی کتاب سے عبارت نقل کردینے پر اکتفا نہ کرے بلکہ زمانے کے تقاضے، مقام سوال کا عرف وتعامل اور وہاں کے مسلمانوں کے حالات کو پیش نظر رکھ کر فتوی دے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے فتوی کے مطابق

شریعت پر عمل پیرا ہونا ہی دشوار ہو جائے-اس سلسلے میں حضرت مخدوم جہاں کی ہدایت ملاحظہ ہو:

عرض داشت کہ یتغیر الفتویٰ بتغیر الزمان ایں مطلق است؟ فرمود: آرے کہ در عصر اول فتویٰ بہ چیزے دادہ اند کہ آں برخلق در عصر ثانی وثالث تشدید است وآں مجتہد فیہ است ایں چنیں فتویٰ در عصر ثانی وثالث بگردد یتغیر الفتویٰ بتغیر الزمان ایں جا محمول است-(آپ سے سوال ہوا کہ: زمانہ کے بدلنے سے فتویٰ بدل جانے کا حکم کیا مطلق ہے؟ تو ارشاد ہوا کہ: ہاں! مختلف فیہ مسئلے میں پہلے زمانے کے فتویٰ کے مطابق دوسرے زمانے میں، یا دوسرے زمانے کے فتویٰ کے مطابق تیسرے زمانے میں عمل کرنا دشوار ہو جائے، تو وہ فتویٰ دوسرے، تیسرے زمانوں میں بدل جائے گا-"زمانے کے بدل جانے سے فتویٰ بدل جاتا ہے" کا مطلب یہی ہے-)

(خوان پر نعمت، ص:۱۵)

حضرت مخدوم جہاں نے صرف اصول فتویٰ بتانے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ اس کا عملی ثبوت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

درسنارگاؤں ہم یکبارگی متعلمان درخوردن چونہ شغب آغاز کردند کہ حرام است زیرا کہ صدف از اجزائے حشرات بحر ست وحشرات بحر حرام است پس چونہ ہم حرام باشد- شورے درسنارگاؤں افتاد-بامرادملوک خبر رسید کہ کہ متعلمان خوردن چونہ حرام می گویند ایشاں ہم متردد شدند کہ بخوریم یا نہ؟ مفتیاں راجمع کردند-مفتیاں ہم گفتند کہ چندیں ہزار خلق دریں مبتلا است، پس درآنچہ خلق مبتلا باشد اگر برحرمت آں جواب نویسم حکم کردہ باشم کہ چندیں مسلماناں حرام می خورند-بعدہ ہیچ کس برحرمت آں فتویٰ نہ نبشت-باز مولانا کریم الدین عرض داشت کہ فقاہت دریں چیست کہ ایشاں برحرمت آں جواب نہ نبشتند؟ گفتند: برائے آں کہ برخلق آسان آید زیرا کہ راہ اسلام ہمہ کشادہ است ہرچہ برخلق دشوار آید آں امر جائز نیست کہ برخلق بہ نہند، مگر آنکہ حرمتِ چیزے کہ بہ نص وکتاب ثابت شدہ باشد وخلق آں را آتی می شوند دراں مبتلا شد، چنیں چیز باروانہ باشد کہ برخلق آسانی گیرند----اما چیزے کہ درحد مجتہد فیہ رفتہ است وخلقے بداں مشغول ومبتلا اند برخلق آں را دشوار نہ گیرند چنانچہ آسانئ خلق باشد درآں چیز حکم کنند ہرچہ اجتہاد دراں مدخل است فتویٰ بروجہے بہ نویسند کہ خلق را آسان باشد وحرجے برایشاں نہ رسد-وایں حکم از قرآن ثابت است قال اللہ تعالیٰ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (سنارگاؤں میں طلبہ نے آواز اُٹھائی کہ سیپ سے بنا ہوا چونہ کھانا حرام ہے، کیوں کہ سیپ دریائی کیڑا ہے اور دریائی کیڑا کھانا حرام ہے-حکومت کے کارپردازوں کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی متردد ہوئے کہ کھائیں یا نہیں؟ مفتی حضرات بلائے گئے اور ان کے سامنے مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس دیار کے ہزاروں ہزار مسلمان اس میں مبتلا ہیں، اگر اس کی حرمت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ چونا کھانے والے سارے مسلمان حرام کھاتے رہے ہیں-مولانا کریم الدین نے عرض کی کہ کس فقہی قانون کے مطابق ان حضرات نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا؟ ارشاد فرمایا: اسلام کی راہ وسیع ہے جو چیز کتاب وسنّت میں منصوص نہیں ہے، مجتہد فیہ ہے، یعنی اجتہاد کو اس میں دخل ہے اور مخلوق اس میں مبتلا تو قاعدہ یہ ہے کہ ایسا فتویٰ دیں کہ لوگوں کے لیے اس پر عمل پیرا ہونا آسان ہو اور یہ قاعدہ قرآنِ کریم سے مستنبط ہے-ارشاد ربانی ہے: مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (اللہ نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی-الحج:۷۸)

(خوان پر نعمت، ص:۱۴۰)

مسائل کی تطبیق:

مفتی کے لیے سب سے مشکل مرحلہ وہ ہوتا ہے جب ایک ہی طرح کے دو مسئلوں کا حکم الگ الگ جائز و ناجائز ہو۔ مخدوم جہاں ایسے مشکل مرحلے سے کس حسین انداز سے سُرخ رو ہو کر نکلے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

اگر مرد بمرد و پہلوئے او کسے نیست کہ او را غسل دہد مگر زن او، اینجا حکم ہم چنیں است کہ زن مر شوہر خود را غسل دہد۔ و اگر زن مرد و پہلوئے او کسے نیست، مگر شوہر دریں صورت شوہر مر زن را غسل ندہد۔ حکمت دریں چیست ؟ فرمود بندگی عظمہ اللہ دریں صورت اول زن بعد نقل شوہر در عدت خواہد نشست، و عدت حکمے از احکام نکاح است، پس ایں مقدار از نکاح میان ایشاں باقی باشد، پس چوں ایں مقدار از نکاح باقی باشد، ایں مقدار زوجیت میان ایشاں باقی باشد و چوں زوجیت نیز میان ایشاں باقی باشد، مقدار محرمیت میان ایشاں باقی ماند، پس بحکم محرمیت زن شوہر را غسل دہد، بخلاف آنکہ زن مرد۔ شوہر بمردن او از زن بیگانہ می شود و بیگانہ را مساس زن بیگانہ جائز نہ، پس شوہر غسل نہ دہد۔

ترجمہ: شوہر کا انتقال ہو جائے اور وہاں کوئی مرد نہ ہو تو حکم ہے کہ اس کو بیوی ہی غسل دے گی۔ اس کے برخلاف بیوی کا انتقال ہو جائے اور وہاں کوئی عورت نہ ہو تو حکم ہے کہ شوہر غسل نہیں دے سکتا۔ دونوں صورتوں میں وجہ فرق کیا ہے؟

مخدوم جہاں نے ارشاد فرمایا: شوہر کے انتقال پر عورت عدت میں رہتی ہے اور عدت نکاح کا حکم ہے تو معلوم ہوا کہ ابھی نکاح باقی ہے، جب نکاح باقی ہے تو وہ بیوی ہے لہٰذا غسل بھی دے سکتی ہے۔ اس کے برخلاف بیوی کے انتقال سے شوہر پر عدت نہیں ہے، تو پتہ چلا کہ نکاح باقی نہیں ہے، دونوں بالکل ہی اجنبی ہیں، اس لئے شوہر غسل نہیں دے سکتا۔

(خوان پر نعمت، ص:٦١)

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے؟

فتویٰ دینے کا حق کس کو ہے اور مسلمانوں کو کس کے فتوئ پر عمل درآمد کرنا چاہیے؟ حضرت مخدوم جہاں نے اس سلسلے میں جو رہنما اصول بتائے ہیں وہ آج کے دور میں بالخصوص سنہری حروف سے لکھ رکھنے کی ضرورت ہے، فرماتے ہیں:

فرمود: کسانے کہ اصحاب دین اند و معانی کتاب خدائے تعالیٰ و احادیث رسول را واقف شدہ اند تو انند کہ بدانند ایں روایت کدام محل است و کجا صرف کنند دریں وقت حدیثے را اگر از مفتیاں پُرسند در مانند و اصل ہمیں بیش نیست تفسیر و احادیث مستحضر شدہ باشد تو انند کہ احکام ہم ازاں گویند کہ احکام آں از قران و حدیث کشیدہ اند۔۔۔ سخن ایں چنیں کسا نرا چہ اعتبار اول ایں چنیں کسانرا چہ اعتبار؟ اول ایں چنیں کساں را سخن دران است کہ بارے روایت فہم می کنند سخن کہ قبول می کند از

صاحب صحیح دینی ومقتدائے ومعتمدے شنیدہ باشند آنگاہ قبول کند، اما سخن ہر کسے راچہ اعتبار؟ این جاہمیں کہ ہدایہ وبزدوی خواندند مفتی شدند جواب فتویٰ نبشتن آغاز کردند۔اگر مسئلہ ازعقیدہ ومعرفت پُرسند درمانند پس اینچنیں کساں راچہ اعتبار؟ ایشاں رافہم کجاودین ایشاں کجا؟

ترجمہ: مخدوم جہاں نے ارشادفرمایا: جوحضرات اصحاب دین ہوں، قرآن واحادیث کے معانی کی واقفیت بہم پہنچائی ہو۔ جانتے ہوں کہ کس روایت کامحل کیا ہے؟ اوراس کاحکم کب ہے؟ تفسیر واحادیث مستحضر ہوں اوران سے احکام مستنبط کرسکتے ہوں، وہ فتوی دینے کے اہل ہیں۔ہر مولوی کے فتوے کا کیااعتبار؟ یہ لوگ پہلے روایت سمجھیں۔ہدایہ وبزدوی پڑھ کرمفتی نہ کہلانے لگیں۔ان کا حال تو یہ ہے کہ عقیدہ ومعرفت کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو جواب نہ دے سکیں، ایسے لوگوں کے فتوے کا کیااعتبار ہو؟ (خوان پرنعمت،ص:۱۵)

بیان مسائل:

حضرت مخدوم جہاں نے خاص فقہی مسائل کے بیان میں اگرچہ کوئی تصنیف نہیں فرمائی، پھر بھی آپ کے ملفوظات ومکتوبات میں ضمناً بہت سے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ہم یہاں مختلف ابواب کے کچھ مسائل اوران کی تائیدوثبوت میں فقہی کتابوں کی عبارتیں پیش کررہے ہیں۔واضح رہے کہ یہ کتابیں حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے بہت بعد کی تصنیف ہیں۔حضرت مخدوم جہاں کے زمانے میں مسائل پراتنی کتابیں تصنیف ہی نہیں ہوئیں تھیں اور جوتصنیف ہوئی تھیں وہ بھی چھپی ہوئی نہیں تھیں کہ آسانی سے دستیاب ہوجاتیں۔

(۱) مسئلہ ازحضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

چشم راگفتہ اندکہ دروقت قیام برجای سجدہ داردودرسجدہ نظربہ بینی داردودرقعدہ نظربکنارخوددارد۔

ترجمہ: نمازی کے لیے حکم ہے کہ قیام کے وقت نظرسجدہ کی جگہ پرہو، سجدے کی حالت میں ناک پراورقعدہ کی حالت میں گودمیں۔(خوان پرنعمت،مجلس:۸ص:۲۴)

فقہی کتاب سے تائیدوثبوت:

و آدابھانظرہ الی موضع سجودہ حال القیام------ و الی ارنبتہ حالۃ السجود و الی حجرہ حالۃ القعود.

(فتاوی عالمگیری: جلد:۱،ص:۸۲)

(۲) مسئلہ ازحضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ :

نفل پیش ازنمازعیددرنمازگاہ مکروہ است۔

ترجمہ: عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلےنفل نماز پڑھنامکروہ ہے۔(خوان پرنعمت،مجلس:۴۶،ص:۱۱۸)

فقہی کتاب سے تائیدوثبوت:

و لا یتطوع فی الجبانہ قبل صلاۃ العید.

(فتاوی قاضی خاں،جلد:۱،ص:۱۸۳)

(۱) مسئلہ ازحضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

اگرتکبیر(تحریمہ) میں مقتدی نے (امام پر) تقدیم کی تواقتدا نہ ہوگی۔(معدن المعانی مترجم،باب:۱۲،ص:۱۲۸)

فقہی کتاب سے تائیدوثبوت:

و اذا رفع المقتدی رأسہ من الرکوع او السجود قبل الامام ینبغی ان یعود و الا یصیر رکوعین و سجودین کذافی الخلاصۃ و ان رفع المقتدی رأسہ من السجدۃ الثانیۃ قبل ان یضع الامام جبھتہ علی الارض لا یجوز و کان علیہ اعادۃ تلک السجدۃ و لو لم یعد تفسد صلاتہ. (فتاوی عالم گیری: جلد ا صفحہ:۹۰)

(۴) مسئلہ ازحضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ معزالدین نے عرض کی کہ اگر امام سر رکوع وسجود سے اٹھالے اورمقتدی نے اس وقت تک تسبیح رکوع وسجود تمام نہیں کی ہے، یہاں پرکیا کرنا چاہیے؟ موافقت کرے یا تسبیحوں کوتمام کرے؟ حضرت مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا کہ اس جگہ موافقت امام کی چاہیے، اس لیے کہ موافقت واجب ہے اور رکوع وسجود کی تسبیحیں سنت ہیں، مگرقعدۂ اولی میں تشہد کے وقت اگر امام اٹھ جائے اورمقتدی نے ہنوز تشہدتمام نہیں کیا ہے۔یہاں پرامام کی موافقت نہ کرے بلکہ تشہدتمام کرکے اٹھے، کیوں کہ جس طرح موافقت امام کی واجب ہے، اسی

طرح قراءت تشہد بھی واجب ہے-
(معدن المعانی مترجم،ص:۱۲۸)
فقہی کتاب سے تائید وثبوت:
و رفع الامام راسه من الركوع او السجود قبل ان يتم المأموم التسبيحات الثلاث وجب متابعته بخلاف قيامه لثالثة قبل تمام المؤتم التشهد فانه لايتابعه بل يتمه لوجوبه (در مختار مع ردالمحتار: جلد ۲، ص: ۱۹۹)
(۵) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:
(ایک رکعت کے بعد دوسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت) ہاتھ زمین پر رکھ کر نہیں اٹھنا چاہیے-
فقہی کتاب سے تائید وثبوت:
و يكبر للنصوص على صدور قدميه بلا اعتماد (در مختار) قوله بلااعتماد اي على الارض فيكره فعله تنزيهاً (ردالمحتار جلد ۲: صفحہ ۱۲۳)
(۶) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:
(پہلے قعدہ میں درود) اگر بھول کر پڑھا ہے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا- اس حالت میں کہ درود تمام و کمال پڑھ لیا ہو- اللّٰهم صل علىٰ محمد پڑھ لینے سے درود کامل ہو جاتا ہے اور اگر صرف اللّٰهم صل پڑھنے کے بعد یاد آ گیا کہ قعدۂ اولی ہے تو اس صورت میں سجدہ سہو نہ ہوگا-
(معدن المعانی، مترجم، ص: ۱۳۲)
فقہی کتاب سے تائید وثبوت:
و كذا لو زاد على التشهد الصلاة على النبي صلى الله عليه و سلم - كذا في التبيين و عليه الفتوىٰ كذا في المضمرات - و اختلفوا في قدر الزيادة فقال بعضهم يجب عليه سجود السهو بقوله اللّٰهم صل على محمد و قال بعضهم لايجب عليه حتى يقول و على آل محمد والاول اصح ----- (فتاوی عالمگیری، جلد ۱، ص: ۱۸۷)
(۷) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:
دوگانہ تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہوتے ہی بیٹھنے سے قبل ادا کرنا چاہیے- اگر مسجد میں جا کر بیٹھ گئے، بعد اس کے تحیۃ المسجد ادا کیا تو تحیہ کا ثواب نہ ہوگا- (معدن المعانی مترجم، ص: ۱۴۱)
فقہی کتاب سے تائید وثبوت:
اما حديث الصحيحين: اذا دخل احدكم المسجد فلايجلس حتى يصلي ركعتين فهو بيان للاولى.
(ردالمحتار، جلد ۱: صفحہ ۴۶۰)
(۸) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:
مخدوم عظمہ اللہ بر لفظ مبارک راند کہ: اتمام التحية بالمصافحة تحیت تمام بمصافحہ شود چنانکہ روایت کردہ است ابی امام از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم: تمام تحيتكم بينكم المصافحة- تمام تحیت میان شما آنست کہ مصافحہ بود با یک دیگر بعد ازاں فرمود کہ در مصافحہ وعدہ ہم از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مرویست ہر کہ با برادر مومن مصافحہ کند از گناہاں چناں بروں آید گوئی از مادر ہماساعت زادہ است و گناہان او ہم چو برگ درختاں بریزند- شیخ معز الدین عرض داشت کہ بعد از نماز دیگر یکدگر مقتدیان بے سلام مصافحہ می کنند آں چوں باشد؟ فرمود کہ اتمام التحيه گفتہ اند و مجرد مصافحہ ہم آمدہ است کہ باطلاق حدیث کہ براء بن عازب از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ است: مامن مسلمين يلتقيان فيصافحان الا غفر لهما قبل ان يتفرقا یعنی نیستند دو مسلمان کہ جمع شوند پس با یک دیگر مصافحہ کنند مگر آں کہ آمرزیدہ شود، ایشان را گناہ پیش ازاں کہ جدا شوند از یک دیگر-
ترجمہ: ایک مرید نے عرض کی کہ لوگ فجر کی نماز پڑھ کر سلام کے بعد ایک دوسرے کا ہاتھ چومتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا: تحیت مصافحہ سے پوری ہوتی ہے جیسا کہ ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان پوری تحیت یہ ہے کہ آپس میں مصافحہ بھی ہو، پھر مخدوم نے فرمایا: مصافحہ کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ وعدہ بھی مروی ہے کہ "جو مومن

بھائی کے ساتھ مصافحہ کرے گا، وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو- اس کے گناہ درختوں کے پتوں کی طرح جھڑ جائیں گے-'' شیخ معز الدین نے عرض کی کہ مقتدی حضرات سلام کے بغیر بھی مصافحہ کر لیتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مصافحہ کو اتمام تحیت بھی کہا گیا ہے اور صرف مصافحہ بھی مروی ہے- براء بن عازب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ دو مسلمان ملتے وقت جب مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی بخش دیے جاتے ہیں-

(مخ المعانی، مجلس:۱۳، ص:۸۸)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

تجوز المصافحه لانها سنة قديمة متواترة لقوله عليه الصلاة و السلام : من صافح اخاه المسلم و حرک يده تناثرت ذنوبه، و اطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز والوقاية والنقاية والمجمع والملتقى وغيرها يفيد جوازها مطلقا ولو بعد العصر، و قولهم انه بدعة اى مباحة حسنة كما افاده النووى فى اذكاره و غيره فى غيره، و عليه يحمل مانقله عنه شارح المجمع من انها بعد الفجر والعصر ليس بشئى توفيقا فتامله.(در مختار) قوله: كما افاده النووى فى اذكاره) حيث قال: اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء، و اماما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فى الشرع على هذا الوجه، و لكن لاباس به، فان اصل المصافحة سنة و كونهم حافظوا عليها فى بعض الاحوال و فرطوا فى كثير من الا من المصافحه التى و رد الشرع باصلها اه:قال الشيخ ابوالحسن حوال او اكثرها لايخرجه ذلک البعض عن كونهن البكرى: و تقييده بما بعد الصبح والعصر على عادة كانت فى زمنه و الا فعقب الصلاة كلها كذلک كذا فى رسالة الشرنبلالى فى المصافحة ـ و نقل مثله عن الشمس الحانوتى، و انه افتى به مستدلا بعموم النصوص الواردة فى مشروعيتها و هو الموافق لما ذكره الشارح من اطلاق المتون: (ردالمحتار: جلد:۹، ص:۵۴۷)

(۹) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

کھانا پینا مسجد میں مکروہ ہے لیکن معتکف کے لئے جائز ہے-

(خوان پر نعمت مترجم، مجلس ۲۹، ص:۱۲۲)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

وخص المعتكف باكل و شرب.

(در مختار مع رد المحتار، جلد:۳، ص:۴۴۰)

(۱۰) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

شمس الدین خوارزمی مسافر مجلس میں حاضر تھے- عرض کی اگر مسجد میں کوئی سائل سوال کرے تو مسجد میں دے یا نہیں؟ حضرت مخدوم جہاں عظمہ اللہ نے فرمایا: مسجد میں دینا درست نہیں ہے نہیں دینا چاہیے، یہ اس لیے کہ سوال بنفسہ حرام ہے اور مباح شخص معین کے لیے مخصوص حال میں ہوتا ہے اور یہ خاص خاص حالتیں بہت کم ہوتی ہیں اور مسجد عبادت کی جگہ ہے- عبادت کے لیے ہے تو مسجد میں جو شخص سوال کرے گا وہ حرام کا قصد کرے گا اور یہ گناہ ہے اگر دے دیا تو یہ گناہ پر اعانت کرنا ہوگا- (معدن المعانی مترجم: باب ۴۴: صفحہ ۴۳۴)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

يكره اعطاء سائل المسجد الا اذا لم يتخط رقاب الناس فى المختار (ردالمحتار: جلد۹: صفحہ ۵۹۷)

(۱۱) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

روزہ رکھنا عبادت ہے، لیکن اپنے محل وموقع میں عبادت ہے- اگر بے محل روزہ رکھ لو مثلاً عید کے دن روزہ دار بن جاؤ تو یہ جائز نہیں ہوگا-

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

والمكروه تحريما كالعيدين.

(درمختار مع ردالمختار: جلد:۳، ص:۳۳۶)

(۱۲) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

نمازگاہ مسجد نیست واحکام مسجد بدان مترتب نیست مگر آں روز در ساعت مسجدی گردد و در یک حکم صحت اقتدا فحسب ودیگر احکام نہ-

ترجمہ: عیدگاہ مسجد نہیں اور مسجد کے احکام اس پر صادق نہیں آتے -کبھی تھوڑی دیر کے لیے مسجد کا حکم ہوتا ہے وہ بھی

صرف صحت اقتدا کے لیے تمام احکام کے لیے نہیں۔
(خوان پرنعمت: مجلس:۴۶: ص:۱۱۹)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

اختلفوا فی مصلیٰ العید و الجنازة الا صح انه لایاخذ حکم المسجد و ان کان فی حق جواز الا قتداء کالمسجد کونه مکانا و احدا کذافی التبیین. (فتاوی عالمگیری: جلدا: ص:۱۰۹)

(۱۳) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

اگر مردی خواہد کہ در جہاد رود رضائے ابوین شرط باشد، اما چون جہاد نفیر شود فرض لازم گردد این جا رضائے مادر و پدر شرط نہ باشد۔

ترجمہ: کوئی شخص چاہے کہ جہاد میں جائے تو والدین کی رضا مندی شرط ہوگی، لیکن اگر اسی جہاد کے لیے اعلان عام ہو تو فرض لازم ہو جائے گا۔ اب والدین کی رضامندی شرط نہیں ہوگی۔ (مخ المعانی: مجلس ۴: صفحہ ۱۱۰)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

عامة المشائخ قالو الجهاد فرض علی کل حال غیر انه قبل النفیر فرض کفایة و عد النفیر فرض عین.
(فتاوی عالمگیری: جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

(۱۴) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

مخدوم عظمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین فرمودہ کہ در ہفت جائے گاہ رجوع از ہبہ درست نیست و این بیت موانع بر زبان مبارک راند

موانع رجوع فضل الھبۃ یا ☆ صاحبی حروف دمع خزقہ

دمع خزقہ ہفت حروف است و این ہفت جائے گاہ مانع است مر جوع را از ہبہ۔ بعدہ ہر ہفت حروف را بیان فرمودند بدین منوال: دال: زیادت متصل۔ میم: موت احدهما.
عین: عوض، خا: خروج عین از ملک موہوب بالبیع و بالھبۃ
زا: زوجیت، قاف: قرابت، ھا: ھلاک موہوب.

ترجمہ و اشارے: حضرت مخدوم جہاں عظمہ اللہ نے فرمایا:
سات جگہوں میں ہبہ سے رجوع جائز نہیں، اور ممانعت کا یہ شعر پڑھا: اے دوست! افضل ہبہ میں رجوع کے موانع حروف دمع خزقہ ہیں۔ پھر فرمایا: دمع خزقہ میں سات حروف ہیں۔ ان سات جگہوں میں ہبہ سے رجوع منع ہے۔ دال: زیادت متصل (یعنی جس کو ہبہ کیا گیا ہے اس نے ہبہ کی ہوئی چیز میں اپنی کوئی چیز ملا دی تو اب ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں ہو سکتی) میم: کسی ایک کی موت (یعنی ہبہ کرنے والا، یا جس کو ہبہ کیا گیا ہے، ان میں سے کوئی مر جائے تو ہبہ کی ہوئی چیز واپس نہیں ہو سکتی) عین: عوض، (جو ہبہ کسی چیز کے عوض میں ہو وہ واپس نہیں ہو سکتا) خا: خروج عین از ملک موہوب لہ (یعنی جس کو ہبہ کیا گیا ہے اس کی ملک سے ہبہ کی ہوئی چیز نکل جائے تو واپسی نہیں ہو سکتی) زا: زوجیت (یعنی شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو کوئی چیز ہبہ کرے تو اس کی واپسی نہیں ہو سکتی) قاف: قرابت (یعنی کسی نے ذی رحم محرم رشتہ دار کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس کی واپسی نہیں ہو سکتی) ھا: ہلاک موہوب (یعنی جس کو ہبہ کیا گیا تھا اس کے پاس سے ہبہ کی ہوئی چیز تلف ہو جائے تو اس کی واپسی نہیں ہو سکتی) (خوان پرنعمت: مجلس ۳۲: صفحہ ۷۹)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

و اما العوارض المانعة من الرجوع فانواع منها هلاک الموهوب و منها خروج الموهوب عن ملک الموهوب له، و منها موت الواحد، و مها الزیادة فی الموهوب زیادة متصلة، و منها العوض، و منها الزوجیة، و منها القرابة المحرمیة. (فتاوی عالمگیری: جلد:۴، ص:۳۸۶)

(۱۵) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

فرمودند کہ در خرید و فروخت این مقدار نگاہ باید داشت کہ اول کالا بستانند بعد ازاں ادائے ثمن کنند اگر چہ ثمن حرام نہ باشد تواند بود کہ نوع شبہ در آن باشد برای احتیاط این چنین کنند

ترجمہ: خرید و فروخت میں اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ پہلے چیز لے لیں اس کے بعد قیمت ادا کریں، اگر چہ وہ رقم حرام کی نہ ہو، کیونکہ شبہ تو اس میں ہو ہی سکتا ہے، لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ ایسا ہی کریں۔ (خوان پرنعمت: مجلس ۳۸ صفحہ ۹۷)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

اکتسب حراما و اشتری به او بالدراهم المغصوبة شیئا قال الکرخی ان فقد قبل البیع تصدق بالربح الا لا

وهذاقياس و كذا لو اشترى و لم يقل بهذه الدراهم و اعطى من الدراهم. (درمختار مع ردالمحتار: جلد ۷: صفحہ ۴۹۰)

(۱۶) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

جب کوئی زیارت قبر کے لیے جانا چاہے تو اول گھر میں دو رکعت نماز ادا کرے اس طور پر کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی ایک بار قل ہو اللہ احد یعنی سورۂ اخلاص تین بار پڑھے، پھر سلام کے بعد اگر کسی معین قبر کے لیے جانا ہے تو کہے اس دو رکعت نماز کا ثواب فلاں کی روح کو بخشا اور اگر عام مردوں کی زیارت کا ارادہ ہو تو یوں کہے اس دوگانہ کا ثواب جملہ مردگان کی روح کو بخشا------اس کے بعد روانہ ہو- جب مزار کے قریب پہنچے تو جوتے اتار لے اور جب قبر پر پہونچ جائے تو کھڑا رہے--------پشت قبلہ کی جانب کرے اور رخ میت کی طرف، میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہو-----جب سینے کے سامنے کھڑا ہو لے تو سلام پیش کرے-(معدن المعانی: باب ۵۵: صفحہ ۵۲۴)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

واذاارادزيارة القبور يستحب له ان يصلى فى بيته ركعتين يقرأفي كل ركعت الفاتحةوآيةالكرسى مرة واحدة و الاخلاص ثلاث مرات و يجعل ثوابها للميت ....فاذا بلغ المقبرة يخلع نعليه ثم يقف مستدبر القبلة مستقبلا لوجهه و يقول السلام عليكم يا اهل القبور الخ. (فتاوی عالمگیری: جلد ۵ صفحہ ۳۵۰)

(۱۷) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

پھول قبر میں رکھنا اچھا ہے، الخ-

(معدن المعانی: باب ۵۵: صفحہ ۵۲۹)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

وضع الوردو الياحين على القبور حسن.

(فتاوی عالمگیری: جلد ۵: صفحہ ۳۵۱)

(۱۸) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

بے چارہ عرض داشت کہ در روز جمعہ وقت خطبہ اگر کسے عطسہ کرد و گفت شنوندگان را جواب او بلند یا آہستہ گفتن واجب است یا نہ؟ فرمود: نگویند- نہ بلند، نہ آہستہ-

ترجمہ: خاکسار نے دریافت کیا کہ جمعہ کے خطبہ کے وقت کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہہ دیا تو سننے والوں پر بلند آواز سے یا آہستہ جواب دینا واجب ہے یا نہیں؟ حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جواب نہ دے- نہ بلند آواز سے بھی نہیں، آہستہ بھی نہیں-(خوان پر نعمت: صفحہ ۷)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

و لايجب تشميت به يفتى (درمختار مع ردالمحتار: جلد ۳، صفحہ: ۳۶)

(۱۹) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

فاسق اور بدعتی کا تذکرہ آ گیا -حضرت مخدوم عظمہ اللہ نے فرمایا کہ ان دونوں کی صحبت ہی ممنوع ہے، جس طرح نوجوانوں کی صحبت منع ہے، یہ اس لیے کہ الصحبة تو ثر (صحبت اثر کرتی ہے) اور دوسری بات یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المرء على دين خليله فلينظر احد كم مع من يخال (انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے تم میں سے ہر شخص غور کرے کہ اس کی کس کے ساتھ دوستی ہے)- پس جب لوگ اپنے دوست کے دین کو اختیار کر لیتے ہیں تو لازم ہے کہ بدعتی اور فاسق اور اس طرح کے لوگوں کی صحبت و دوستی سے خود کو دور رکھیں-(معدن المعانی: باب ۴۸: صفحہ ۴۶۳)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

جاز عيادة فاسق، و هذا غير حكم المخالطة، ذكر صاحب الملتقط يكره للمشهور المقتدى به الاختلاط بر جل من اهل الباطل و الشر الا بقدر الضرورة الخ.

(درمختار و ردالمحتار، ج: ۹، ص: ۵۵۷)

(۲۰) مسئلہ از حضرت مخدوم جہاں رحمۃ اللہ علیہ:

صوتہائے نامشروع راچنانکہ مزامیر وجز آں کہ صوت شیطان می گویند-

ترجمہ: مزامیر وغیرہ ناجائز آوازوں کو شیطانی آواز کہتے ہیں-(مخ المعانی، مجلس: ۱۹، صفحہ: ۳۹)

فقہی کتاب سے تائید وثبوت:

قال رسول اللہ ﷺ انما نھیت عن نوح عن صوتین احمقین فاجرین صوت عند نغمة لھو و لعب و مزامیر شیطان و صوت عند مصیبة خمش وجوہ و شق جیوب ورنة شیطان. (المصنف جلد ۳،ص: ۳۹۳)

یہ مخدوم جہاں کی فقہی بصیرت کی بطور نمونہ "مشتے از خروارے" چند مثالیں ہیں- بھلا کیوں نہ ہوں! جبکہ مخدوم جہاں صوفی باصفا ہی نہیں اپنے وقت میں تصوف کی امامت کے منصب پر فائز تھے اور اس منصب پر وہی فائز ہوتا ہے جس کی نگاہ بصیرت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بقول خود مخدوم جہاں:

نظر اولیا از مشرق تا بمغرب بلکہ ہفت آسمان و زمین وعرش وکرسی وتحت الثریٰ میرسد ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نمی آید -----ہم چنیں جملہ چیزہا آید تا آں جا کہ مسموعات است در سمع ایشاں درآید و تا آں جا کہ مرئیات است در رویت ایشاں درآید تا آں کہ معلومات است در علم ایشاں درآید ازیں جامی گویند کہ یک شرط در پیر آنست کہ متصرف مما لک گشتہ بود یعنی ہر چہ در روز وشب از عالم غیب در ظہور می آید او را علم دادہ باشد-

ترجمہ: اولیا کی نظر مشرق سے مغرب بلکہ ساتوں زمین و آسمان، عرش وکرسی اور تحت الثریٰ تک پہنچتی ہے- ان کی نگاہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی- تمام سنی جانے والی آوازیں ان کے کانوں میں آتی ہیں، تمام دیکھی جانے والی چیزیں ان کی نگاہ میں ہوتی ہیں، تمام معلومات ان کے علم میں ہوتی ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ پیر کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ مما لک میں متصرف ہو یعنی ہر رات دن عالم غیب سے جو بھی ظہور میں آئے اس کو اس کا علم دے دیا گیا ہو- (خوان پُرنعمت،ص: ۹۳)

یہی نہیں، بلکہ:

اولیا صاحب تصرافانند فی مملکة اللہ تعالیٰ ہر چہ خواہند در مملکت خداوند تصرف کنند کہ ایشاں را تصرف در مملکت خداوند جائز است-----وایں را گردش گویند یعنی از آں چہ بود بگشت، بُت پرست بود خدا پرست گشت دیو بود مردم گشت مس بود زر گشت دیگر ہمچنیں یک شرط در پیری آنست کہ او را تصرف باشد فی مملکة اللہ تعالیٰ ہر کرا ایں نیست شیخی را نشاید ہم ازیں جا است توانند کہ یکے را دنیا دہند و یکے را آخرت دہند و اگر خواہند ہر دو دہند و یکے را بخواہند و دیگرے را برانند ایں ہمہ تصرف ایشان را فی مملکة اللہ تعالیٰ ہست

ترجمہ: اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کی مملکت میں صاحب تصرف ہوتے ہیں خدا کی مملکت میں جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں کیونکہ ان حضرات کو خدا کی مملکت میں تصرف کا اختیار دے دیا جاتا ہے جس کو گردش کہتے ہیں- یعنی وہ جو چاہتے ہیں باذن اللہ ہوجاتا ہے- بت پرست خدا پرست بن جاتا ہے- شیطان صفت ولی بن جاتا ہے، مس خاک سونا بن جاتا ہے، اسی لیے پیری کی ایک شرط یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں صاحب تصرف ہوں- جس کے اندر یہ صفت نہ ہو وہ پیر بننے کے لائق نہیں ہے- یہ حضرات جسے چاہیں دنیا اور جسے چاہیں دین عطا فرما سکتے ہیں اور چاہ لیں تو دونوں ہی دے سکتے ہیں- اسی طرح جسے چاہیں مقرب بارگاہِ رب کر دیں اور جسے چاہیں راندۂ درگاہ فرما دیں- الغرض باذن اللہ مملکت خداوندی میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار یافتہ ہوتے ہیں- (خوان پُرنعمت،ص: ۸۹)

میں یہاں یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مخدوم کا یہ نظریہ ان کا کوئی خود ساختہ نظریہ نہیں ہے بلکہ حضرت مخدوم سے پہلے کے بزرگان دین کا بھی تسلسل کے ساتھ یہی نظریہ رہا ہے- چنانچہ حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست و مامی گوئم کہ چوں ناخنی است ہیچ چیز از نظر ایشاں غایب نیست-

ترجمہ: کہتے ہیں: زمین بزرگوں کی نظر میں دستر خوان کی طرح ہے- میں کہتا ہوں دستر خوان ہی کی طرح نہیں بفرق مراتب ناخن کی طرح بھی ہوتی ہے- کوئی چیز ان کی نگاہ سے غائب نہیں رہتی ہے- (نفحات الانس از مولانا جامی)

حضرت پیران پیر غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا ہے:

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً		کخردلة علی حکم اتصال

ترجمہ: ہم نے اللہ کے سارے شہروں کو اس طرح دیکھ لیا جیسے رائی کے کچھ دانے ملے ہوئے ہوں۔ (قصیدۂ غوثیہ)

مزید فرمایا ہے: وعزة ربی ---ان بوبوء ة عینی فی اللوح المحفوظ وانا غائص فی بحار علم اللہ۔

ترجمہ: خدا کی قسم----- ہمارا گوشۂ چشم لوح محفوظ میں ہے اور میں علوم الٰہی کے سمندر میں غوطے لگا رہا ہوں۔

(زبدۃ الاسرار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

شیخ عبداللہ شیرازی کے حوالے سے ملا علی قاری نے فرمایا ہے:

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء ویتجلی له الغیب وغیب الغیب.

ترجمہ: انسان جب کمال بندگی کے مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اسے چیزوں کی حقیقتوں سے باخبر کردیا جاتا ہے اور اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

ثم انه ینجذب الی حیز الحق فیصیر عبداللہ فیتجلی له کل شئ.

ترجمہ: مرد عارف کی رسائی جب حق تک ہوجاتی ہے تو وہ عبد کامل بن جاتے ہیں اور ان پر ہر چیز ظاہر ہوجاتی ہے۔ (فیوض الحرمین)

فقیر رضوی عرض کرتا ہے کہ ان بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے، سب کا مآخذ دراصل بخاری شریف کی کتاب الرقاق باب التواضع جلد ۲ ص ۹۶۳ کی یہ حدیث قدسی ہے:

ماتقرب الی عبدی بشئ احب الی مما افترضت علیه ولایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببت فکنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشیبها.

ترجمہ: جن چیزوں کے ذریعہ میرا تقرب چاہتا ہے ان سب میں میرے نزدیک محبوب تر فرائض ہیں میرا بندہ جب نوافل کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرلیتا ہے تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، پیر ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

امام رازی نے اس حدیث قدسی کی تشریح کرتے ہوئے تفسیر کبیر جلد ۲۱ ص ۸۹۱ میں آیت کریمہ ام حسبت ان اصحاب الکھف کے تحت فرمایا ہے:

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللہ کنت له سمعا وبصرا فاذا اصار نور جلال اللہ سمعا له سمع القریب والبعید واذا صار ذالک النور بصرا له رأی القریب والبعید واذا صار ذالک النور یدا له قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب.

ترجمہ: بندہ جب اللہ کی عبادت میں لگا رہتا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہوجاتا ہوں تو جب نور جلال اس بندہ کی آنکھ ہوجاتا ہے تو وہ بندہ قریب بعید سب دیکھنے لگتا ہے اور جب وہ نور اس بندے کا ہاتھ ہوجاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل، قریب و بعید سب میں تصرف کرنے لگتا ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی نے بھی اپنے پیر جناب سیّد احمد صاحب رائے بریلوی کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے:

''ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ کے صاحبان، عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرّف کرنے کے مطلق ماذون مجاز ہوتے ہیں؛ اوران بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلّیات کو اپنی طرف نسبت کریں، مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں: عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔''

(صراط مستقیم مترجم، مکتبہ تھانوی دیوبند ۱۹۹۸ء)

مقالے کے اختتام پر مجھے یہ لکھتے ہوئے انتہائی خوشی ہورہی ہے کہ میرا ابتدائی جملہ جس میں، میں نے کہا ہے کہ:

مخدوم جہاں کے ملفوظات ومکتوبات سے فقہ پر عمل کی اہمیت، مسائل فقہ پر آپ کا عبور نیز آپ کی فقہی بصیرت اور ایک گونہ مجتہدانہ شان نمایاں ہوتی ہے، مبالغہ یا عقیدت محض کی بنیاد پر نہیں، بلکہ حقیقت ثابتہ کے اعتراف کے طور پر ہے، جس کی شاہد عدل ملفوظات ومکتوبات کے علاوہ تسلسل کے ساتھ بزرگوں کی تحریریں اور حدیث قدسی بھی ہے۔

شرح آداب المریدین---ایک مختصر تبصرہ

از قلم: محمد ناصر منیری، جامعہ منیریہ دھلی

انسانی تاریخ میں تصوف یا صوفی ازم ایک عالم گیر تحریک رہی ہے۔ مشہور مستشرق ایچ۔اے۔آر۔گب (H.A.R.Gibb) کا کہنا ہے: "تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلامی کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ تصوف یا صوفیہ کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا ہے اور اس کو قوت و توانائی بخش دیتا ہے کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔" (ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور، مارچ 2011ء، ص: 34)

تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن خلدون (م: 808ھ) فرماتے ہیں: "تصوف کی حقیقت یہ ہے کہ دنیاوی آرائش و زیبائش سے کنارہ کش ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کی جائے اور ہمہ تن اللہ رب العزت کی جانب اپنی عنان توجہ موڑ لی جائے اور بہ غرض عبادت عام انسانوں کے برعکس حب دنیا، طلب مال و جاہ سے بچا جائے اور مخلوق سے دنیاوی تعلقات منقطع کر لیے جائیں۔" (مصدر سابق، ص: 32)

زیر تبصرہ کتاب "شرح آداب المریدین" آداب المریدین (مصنف: خواجہ ابو نجیب سہر وردی علیہ ارحمہ) کی شرح مطالب الطالبین (شارح: مخدوم جہاں حضرت شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ) کا اردو ترجمہ ہے، جسے مولانا قسیم الدین فردوسی اور ڈاکٹر علی ارشد فردوسی صاحبان نے بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ کتاب تصوف کے باب میں ایک حسین گل دستہ ہے۔

خواجہ ابو نجیب سہر وردی علیہ الرحمہ پانچویں صدی ہجری کے ایک عظیم صوفی بزرگ گذرے ہیں۔ 490ھ کو قصبہ "سہر ورد" بغداد میں آپ کی ولادت ہوئی، قاضی وجہ الدین ابو حفص علیہ الرحمہ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔ صحبت و اخذ طریقت حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

"ابو نجیب بہ ظاہر مجھ سے تصوف کے کمال حاصل کرتے ہیں، لیکن حقیقتاً یہ کمال میں ان سے حاصل کرتا ہوں۔" (شرح اداب المریدین، ص: 24)

حضرت خواجہ ابو نجیب نے جب آداب المریدین تصنیف فرمائی تو آپ سے اس کی شرح لکھنے کی درخواست کی گئی، ارشاد ہوا:

"یہ خدمت میرے فرزندوں میں سے ایک انجام دے گا۔" (مصدر سابق، ص: 12)

اسی فرمان کے مطابق آپ کے فرزند معنوی میں سے ایک عظیم محقق، سلطان المحققین، مخدوم جہاں حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ القوی نے آداب المریدین کی ایک عظیم شرح لکھی، جس کا اردو ترجمہ زیر تبصرہ کتاب ہے۔

مخدوم جہاں علیہ الرحمہ 661ھ کو صوبہ بہار ضلع پٹنہ کے قصبہ "منیر شریف" میں تولد ہوئے۔ تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد مخدوم منیری حضرت کمال الدین یحیی منیری (570ھ – 690ھ) اور علامہ ابو توامہ بخاری علیہ الرحمہ سے حاصل کی بیعت و خلافت حضرت نجیب الدین فردوسی دہلوی علیہ الرحمہ (م: 690ھ) سے حاصل ہے۔ آپ کا وصال پر ملال 6 شوال المکرم 782ھ کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک صوبہ بہار ضلع نالندہ کے قصبہ "بہار شریف" میں ہے۔

مصنف اداب المریدین خواجہ ابو نجیب سہر وردی علیہ الرحمہ ایک جانب شارح کتاب حضرت مخدوم جہاں قدس سرہ کے شیخ ہین تو دوسری جانب خود مخدوم جہاں سلطان المحققین ہیں۔اس بنا پر کتاب کے مطالعے میں خاص لطف آتا ہے۔ایک جانب مخدوم جہاں کے طریقۂ استدلال کا حسن ہوتا ہے تو دوسری طرف یہ کمال کہ ادب شیخ میں ذرہ برابر فرق نہ آئے۔ایسے موقع پر اگر شیخ کی روش کے علاوہ کسی محاکے کا عنوان اختیار فرماتے ہیں تو دوسری طرف ان کے عنوان کی تاویل بھی فرمادیتے ہیں۔ مثلاً: معتقدات صوفیہ کے سلسلے میں ماتن علیہ الرحمہ نے ذات باری تعالیٰ سے جسمیت اور جوہریت کی نفی کا عنوان اختیار فرمایا تو شرح میں حضرت مخدوم جہاں، خواجہ عین القضاۃ علیہ الرحمہ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ

"مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ متکلمین خداے تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اس طرح کرتے ہیں کہ خدا جسم نہیں، جوہر نہیں، عرض نہیں اور اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا کام ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے اس شہر کا بادشاہ اینٹ نہیں، پتھر نہیں۔ کب یہ اس کی مدح ہو گی؟ قسم ہے اس خداوند جل وعلا کی، اس نے اٹھارہ ہزار عالم بنائے ہیں اور تمام عالمین میں کم ترین عالم اجسام ہے۔"(مصدر سابق، ص:14)

اس قول کے نقل کرنے سے ذہن اس بات کی طرف مائل ہو سکتا ہے کہ ماتن علیہ الرحمہ نے جو عنوان اختیار فرمایا ہے اس کے مقابل یہ عنوان درج کرنا کہیں اس بنا پر تو نہیں کہ شارح کو ماتن پر اعتراض ہے، لیکن سرسری طور پر فیصلہ نہ کیا جائے تو قول کی جتنی عبارت کتاب مین درج کی گئی ہے اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ عنوان تو آداب صوفیہ میں نہیں، لیکن ماتن نے دراصل متکلمین کے فکری انداز میں سا چنے والوں کی اصلاح فرمائی ہے، تاکہ ہر شخص متکلمین کے انداز فکر پر غلطی میں مبتلا نہ ہو جائے۔

سبحان اللہ! کیا کمال ہے۔ محض قول کے نقل ہی میں بہ یک وقت دو باتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ایک تو یہ بتایا جارہا ہے کہ شان توحید کا یہ انداز ماتن اپنی تنزیہ و ادب کے مقام سے نہیں کہہ رہے ہیں، بلکہ ان کا اپنا مقام و ادب تو بہت اونچا ہے، البتہ یہ عنوان مخاطب کی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے اختیار کیا جارہا ہے اور یہ دونوں باتیں قول کی نقل اور اس کی عبارت کی مقدار سے حاصل کر لی گئی ہیں۔ پھر آخر میں اعتذار پیش کرتے ہوئے مفہوم کو ظاہر و مبین کر دیا گیا کہ

"اب جب کہ ہم ناجنسیوں کی صحبت میں مبتلا ہو گئے ہیں تو ایسے لوگوں کی زبان میں ہی گفتگو کرنی چاہیے۔"(مصدر سابق، ص:15)

قارئین کو اس کتاب کے مطالعے کے بعد اندازہ ہو گا کہ اس کتاب میں کیا نہیں ہے؟ جلال کبریائی بھی ہے اور جمال مصطفائی بھی---سند عشق بھی ہے اور جام شریعت بھی--- دعوت فکر بھی ہے اور عزیمت ذکر بھی--- حقوق نفس بھی ہے اور حظوظ نفس بھی--- غضب الٰہی کا خوف بھی ہے اور رحمت الٰہی کی بشارت بھی--- پھر انداز تحریر کہیں مفسرانہ ہے تو کہیں محدثانہ--- کہیں متکلمانہ ہے تو کہیں فقیہانہ---اور سب رنگوں میں ہم رنگ ہونے کے باوجود اس میں جو عارفانہ ترنگ ہے وہ اس کتاب کا خاص رنگ ہے، جو کہیں اور نہیں پایا جاتا۔اس لیے امید ہے کہ یہ کتاب ارباب ذوق کے حلقے میں دل چسپی اور شوق سے پڑھی جائے گی۔

مولانا ناصر منیری کی مطبوعہ / غیر مطبوعہ اردو / ہندی کتابیں

تعلیم اسلامی، تہذیب اسلامی، تقریب اسلامی، حقوق اسلامی، معمولات اسلامی، معتقدات اسلامی۔

بارہویں تاریخ، سائنسی تاریخ، منیری تاریخ، ہندستانی تاریخ، اسلامی تاریخ۔

بیان شہادت، بیان میلاد، بیان معراج، بیانِ ماہِ آقا، بیانِ ماہِ قرآں، بیانِ عیدِ رمضاں، بیانِ عیدِ قرباں۔

فضائل نماز، فضائل روزہ، فضائل زکات، فضائل حج، فضائل تراویح۔

دعاے منیری، کلام منیری، سلام منیری، مناجات منیری، کلیات منیری۔

تذکرہ مخدوم جہاں، تذکرہ والدِ مخدومِ جہاں، تذکرہ استاذِ مخدوم جہاں، تذکرہ مرشدِ مخدومِ جہاں، تذکرہ عثمان ہرونی، تذکرہ وارث پاک، تذکرہ صابر کلیری، تذکرہ محبوب الہی۔

آدابِ والدین، آدابِ گفتگو، آداب طعام۔

آفاتِ لسان۔ آفاتِ شراب، آفاتِ سود۔

منفعتِ تقویٰ، منفعتِ سخا، منفعتِ نیت۔

مذمت ریا، مذمت ظن، مذمت غیبت، مذمت بخل، مذمت غنا، مذمت دنیا۔

نوٹ: ان سے بعض مطبوعہ ہیں، بعض غیر مطبوعہ اور بعض زیر ترتیب ہیں۔ بعض اردو اور ہندی دونوں میں دست یاب ہیں بعض صرف اردو میں۔

انھیں حاصل کرنے کے لیے درج ذیل نمبر و پتے پر رابطہ کریں:

Cell: +91-9654812767, 7499340533
Email: nasirmaneri92@gmail.com